بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مسئلہ وسیلہ

کی

شرعی حیثیت

از افادات!

مولانا محمد صادق سیالکوٹی

ادارہ تبلیغ جمعیۃ اہلحدیث

جام پور ضلع راجن پور، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ

"(اے پیغمبر) جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا۔ اور ہو گئے فرقہ فرقہ تیرا ان سے کوئی سروکار نہیں"

اہلحدیث کی دعوت

اہلحدیث کوئی فرقہ یا وقتی اور ہنگامی جماعت نہیں۔ تحریک اہل حدیث تحریک اسلام کا دوسرا نام ہے۔ فکر محدثین، مسلک سلف اجماع صحابہؓ کی عکاسی ہے۔

ہمارا عقیدہ

تمام اسلامی تعلیمات کی اساس و بنیاد اور سرچشمہ اللہ کی کتاب قرآن حکیم اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

ہمارا نصب العین

اہلحدیث کا حقیقی نصب العین اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہے اور اس کے حصول کا واحد ذریعہ اللہ کے برگزیدہ رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپؐ کے اسوہ حسنہ کی اتباع ہے۔

سلسلہ تبلیغ ۲۲ — ایڈیشن ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ وسیلہ کی شرعی حیثیت

از افادات!

مولانا محمد صادق سیالکوٹیؒ

ناشر

ادارہ تبلیغ جمعیۃ اہلحدیث

جام پور ضلع راجن پور، پاکستان

فرزندانِ توحید کے نام

آپ اس پاک طینت گروہ کی یادگار اور اس مقدس کارواں کے افراد ہیں جو توحید کا علم اور سنّت کا چراغ لے کر شہر شہر اور نگر نگر دیوانہ وار گھوما جس نے شرک کی ظلمتوں کو مٹا کر توحید کے انوار سے فضا کو منور کیا، بدعات و محدثات کی تنگ نائیوں میں محصور معاشرے کو سنّت نبوی کی روشن شاہراہ پر گامزن کیا۔ آباء پرستی، تقلید اور خانقاہیت کے دھندلکوں کو مٹا کر چراغ مصطفویؐ سے دلوں کو بقعۂ نور بنایا۔ تعزیوں، قبروں اور بے شمار فرضی مزاروں پر جھکی ہوئی انسانی گردنوں کو اُٹھا کر صرف آستانہ الٰہی پر سجدہ ریز کیا۔ ملت بیضا کے چہرے کو اوہام و قیاس و آراء کے گرد و غبار سے پاک و صاف کیا اور اُمت میں براہ راست کتاب و سنت سے اکتساب فیض کا رواج عام کیا۔ ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

آپ انہیں کے مسلک کے سالک، انہیں کے نقش قدم کے پیرو، اور انہیں کی جاری کردہ تحریک کے داعی اور کارکن ہیں پھر آپ کے دلوں میں ولولہ محبت کا جوش کیوں سرد پڑ گیا۔ کیا دنیا شرک کی نجاستوں سے پاک ہو گئی؟ بدعات کا نام و نشان مٹ گیا؟ خانقاہوں کے مجاور توحید کے علمبردار بن گئے؟ اگر نہیں تو پھر یہ کیا ہے؟ کہ آپ کی مسجدیں سنسان، مدرسے ویران، علمی گھرانے تباہ و برباد، غیرت حق ناپید، توحید کا دعویٰ کمزور اور سنّت کا اہتمام نابود ہو رہا ہے ایسی صورت میں آپ ہی فرمائیں کہ آپ کی زندگی کا وہ عظیم ترین مقصد کیسے بارآور ہو گا۔ کیا آپ خدا کی عدالت میں صرف یہ کہہ کر چھوٹ جائیں گے کہ تحریک کے کسی اعلیٰ منصب پر سرفراز تھے؟ سوچئے کیا آپ کے اندر آپ کی تحریک کی محبوبیت کا اثر بے زور نہیں ہو گیا؟ ... ناسمے میں بدعات سے مصالحت و مداہنت کے جراثیم پیدا نہیں ہو گئے ہیں؟ مسلک حق کے احیاء و تبلیغ کی راہ میں قربانی ایثار و فدائیت کی روایت کالعدم نہیں ہو رہی ہے کیا آپ ان نتائج کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہیں اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو تمام قیل و قال چھوڑ دیجئے اور یکجہتی، نیک نیتی، اخلاص و للہیت کیساتھ متحد ہو کر آگے بڑھئے، خدا کی رحمت آپ کے ساتھ ہے کہ ”اس کی مدد کا ہاتھ ہمیشہ جماعت پر سایہ فگن ہوتا ہے۔“ ——— محمد اسمٰعیل ساجد۔ نائب ناظم ادارہ تبلیغ - جام پور

عمل صالح

یہی وہ عقیدۂ توحید ہے جو پورے اسلام کی بنیاد ہے یہی وہ اصل دین ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاءؑ و رسل کو مبعوث فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ہی ساری مخلوق کا خالق ہے لہذا بندوں پر اس کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ بندے کا عمل صالح ہو اور عمل صالح وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور اسی کا نام اطاعت ہے لہذا ہر اطاعت عمل صالح ہے اور ہر عمل صالح اطاعت ہے ہر وہ عمل جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے عمل صالح کہلاتا ہے نیز ہر فعل جس کی بجاآوری کا حکم دیا گیا ہے یا تو وجوب کا درجہ رکھتا ہے۔ یا استحباب کلہ ہی عمل صالح ہے یہی اصل نیکی ہے اور اسی کا نام خیر یعنی بھلائی ہے۔

شجاعت حقیقی

شجاعت جسمانی قوت سے عبارت نہیں ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک طاقتور اور مضبوط جسم والا آدمی دل کا کمزور ہوتا ہے شجاعت حقیقی تو دل کی طاقت اور اس کا ثبات و استقلال ہے لڑائی اور جہاد کا مدار جسمانی طاقت، حربی مہارت اور قلبی قوت پر ہے۔ پسندیدہ جہاد وہ ہے جو علم و معرفت سے مزین ہو کر کیا جائے لڑائی میں ایسا تہور کام نہیں دیتا جس کے زیر اثر آدمی فکر و تدبر سے عاری ہو جاتا ہے اور محمود و مذموم کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔

بنا بریں طاقت ور اور پہلوان وہ ہے جسے غیظ و غضب کے وقت اپنے نفس پر قابو حاصل ہوتا کہ وہ صرف وہی کام کرے جو مناسب اور درست ہو۔ جو شخص غیض و غضب سے مغلوب ہو جاتا ہے وہ نہ تو بہادر ہے اور نہ ہی طاقت ور۔ ——— (شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ)

تقلید

امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ مسلمانوں کے امراض کی تشخیص کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلی منزل تقلید کی بندشوں کو توڑنا ہے کیونکہ تقلید کے اہرمن سے بڑھ کر انسان کے یزدانی خصائل کا اور کوئی دشمن نہیں انسانی اعمال کی جسقدر گمراہیاں ہیں ان سب کی تخم ریزی تقلید کی زمین میں ہوتی ہے

محمد اسمٰعیل ساجد سیکرٹری جمعیت شبان اہلحدیث جام پور

اصلی اہلسنت اور سماع موتیٰ

یہ دونوں کتابیں جماعت اہل حدیث کے مشہور عالم دین حضرت مولانا پروفیسر محمد عبداللہ بہاولپوری مدظلہ العالی کی تصانیف ہیں۔ پہلی کتاب

پہلی کتاب اصلی اہلسنّت میں مسلک اہل حدیث کی حقانیّت ثابت کی ہے اور مسئلہ تقلید پر خوب بحث کر کے اس کو بدعت ثابت کیا ہے۔

دوسری کتاب سماعِ موتیٰ میں حضرت حافظ صاحب نے مدلل طور پر ثابت کیا ہے کہ مُردے نہیں سنتے۔ اس سلسلے میں قائلین سماعِ موتیٰ کے تمام دلائل کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ ہر دو کتابیں اگر کھلے ذہن کے ساتھ قبولیّت حق کے جذبے کے تحت پڑھ لی جائیں تو مسلک اہلحدیث کی حقانیت تسلیم کئے بغیر چارہ ہی نہیں رہتا۔

سوال جواب کی صُورت میں لکھی گئی یہ دونوں کتابیں منگوا کر ضرور مطالعہ فرمائیں

مسئلہ وسیلہ کی شرعی حیثیت

مشائخ نفس اور دیناری علماء نے سادہ لوحانِ امت کو یہ مسئلہ بنایا ہوا ہے کہ خدا کا قرب پانے کے لئے کسی بزرگ کی ذات کو وسیلہ پکڑنا ضروری ہے۔ شخصی توسل کے بغیر مشکل کشائی، حاجت براری اجابتِ دعا، قبولِ عبادت اور خدا رسی ناممکن ہے۔ اس پر قرآنی آیت کا ایک حصہ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ۔ پڑھ کر سند لائی جاتی ہے پھر حکم ہوتا ہے کسی بزرگ کی بیعت کرو۔ پیر پکڑو۔ اس کی ذات تمہارے اور خدا کے درمیان قرب کا وسیلہ ہوگی۔ پیری، مریدی کی دکانوں، مقبروں، روضوں اور درگاہوں کے ریستورانوں کا یہی آیت سائن بورڈ ہے۔ "کمادِ تصوف" کی منڈی کی رونق "مشائخ لمیٹڈ کی پرائس لسٹ (PRICE LIST) اور بزرگوں کا ذریعہ معاش ہے۔ اس آیت کی بدولت "بزرگی" نے بڑی ترقی کی ہے۔ متوسلین کے گاڑھے پسینے کی کمائی سے زمینیں، مربعے بڑی بڑی جائیدادیں اور مال و دولت کی فراوانی پائی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم وسیلہ نہ بنے

ہم حیران ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس آیت کی رُو سے کیوں خود کو وسیلہ نہ بنایا؟ کیوں پیری مریدی نہ کی؟ ان میں سے کوئی بھی صاحبزادہ، مجاور گدی نشین نہ ہوا کسی نے بھی کسی بزرگ کے مزار پر عرس نہیں کیا، کسی کا نام بالقب غوث، قطب، قلندر، پیران پیر، دستگیر، مشکل کشا

داتا سننے میں نہیں آیا۔ آخر وجہ[1] ؟ ؎

آتش کدہ ہے سینہ مرا رازِ نہاں سے
اے وائے اگر معرضِ اظہار میں آوے

رحمتِ عالم کے وسیلہ کا مفہوم

بندے نہیں جانتے کہ خدا کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کن باتوں سے ناراض۔ حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے؟ حق کیا بات ہے اور باطل کیا۔ ہدایت اور ضلالت، رشد اور غی میں کیا فرق ہے کون سے کام جہنم میں لے جانے والے ہیں اور کون سے کام بہشت میں پہنچانے والے ہیں۔ خدا کو کس طرح پہچان سکتے ہیں، اسکی صفات کیا کیا ہیں۔ اس کو کیسے پکارنا چاہیئے۔ اس کو ایک ماننے کا کیا مطلب ہے۔ شرک کیا چیز ہے اس کا قرب کیسے حاصل ہو سکتا ہے اس کی دوستی اور ولایت کا کیا طریقہ ہے۔ اَمر کیا ہے۔ نہی کیا ہے۔

جب بندے ان باتوں کو نہیں جانتے اور نہ جان سکتے ہیں، تو خدا تعالیٰ ان ہی بندوں میں سے ایک بندے کو ان باتوں کی پیغام رسانی کے لئے چن لیتا ہے۔ اس کو اپنا رسول بنا لیتا ہے۔ اس رسول پر وحی نازل کرتا ہے، اپنے احکام اتارتا ہے، پھر وہ رسول احکام خداوندی بندگانِ خدا کو پہنچاتا ہے، جیسے قرآن مجید جو خدا

[1] وجہ یہی ہے کہ وہ خدا کے نیک بندے دکاندار نہ تھے، درویشی کے تاجر نہ تھے، وہ شب و روز سنت کے مطابق عمل کرتے تھے اور ان اعمال کو وسیلہ قرب و نجات جانتے تھے اور یہاں دکانداری بلکہ ٹھیکیداری ہے۔ وسیلے خدا کی ایجنسیاں ہیں، یہاں سے کمیشن پر مال ملتا ہے۔

کے اوامر و نواہی کا مجموعہ ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور حضورؐ نے اسے لوگوں کو پہنچا دیا۔ پس حضرت انورؐ کی ذات خدا اور اس کے بندوں کے درمیان خدا کے امر و نہی کی تبلیغ کا وسیلہ ہوئی۔ اس وسیلہ کو رسالت کہتے ہیں جو کوئی حضورؐ کو احکام الٰہی کے پہنچانے کا وسیلہ نہ مانے وہ کافر ہے۔ منکر رسالت ہے۔

قرب خداوندی کا وسیلہ

خدا نے اپنے احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائے اور حضورؐ نے ان پر عمل کر کے لوگوں کو بتا دیا کہ خدا رسی کا یہ طریقہ ہے۔ یعنی خدا کے حکموں پر اس طرح عمل کرو۔ جب میرے طریقے پر (جو خدا کا ہی بنایا ہوا ہے) عمل کرو گے تو خدا کا قرب پا لو گے۔ خدا کے دوست بن جاؤ گے وہ تم پر راضی ہو جائے گا۔ تمہیں اپنے انعامات سے نوازے گا۔ اور تمہاری نجات ہو جائے گی۔

اس سے ثابت ہوا کہ خدا کا قرب پانے کا وسیلہ متابعت رسولؐ ہے۔ حضورؐ کا اتباع اور فرمان برداری ہے۔ حدیث اور سنت پر عمل کرنا ہے۔ انہیں معنوں میں خدا نے فرمایا :

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ (پ ۶ ع ۱۰)

ؔ اس آیت میں جہاں خدا نے یہ فرمایا ہے کہ اس کے تقرب کا وسیلہ تلاش کرو، وہاں ایک بڑا وسیلہ بھی بتا دیا کہ اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم نجات پا جاؤ، دیکھ لیا وسیلہ عمل صالح ہی ہوا۔ اگر میدان جنگ میں لڑنا ہے تو جہاد بڑا بھاری عمل ہے اور عمل ہو کر وسیلہ قرب الٰہی ہوا۔ اور اگر مجاہدہ اور ریاضت ہو تو بھی عمل ہوا۔ اور عمل ہو کر وسیلہ ہوا۔ شخصیت پرستی کو وسیلہ قرار دینے والے ساری آیت نہیں پڑھتے۔ صرف وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ان کا ورد زبان ہے۔

مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور اس تک (پہنچنے) کے ذریعے کی جستجو کرتے رہو اور اسکے راستے پر جان لڑا دو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت میں پہلے خدا نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ جب تک اللہ سے نہ ڈرا جائے اسوقت تک آدمی عمل نہیں کرتا۔ خدا کا خوف ہی عمل پر آمادہ کرتا ہے۔ امتثال اوامر اور اجتناب نواہی کا سارا دار و مدار خشیت ایزدی پر ہے۔ اس لئے پہلے خدا نے اپنی احکم الحاکمینی سے ڈرایا ہے۔ واحد القہار نے اپنی ہیبت سے لرزایا ہے۔ اتقوا اللہ اللہ سے ڈرو!

جب بندہ اللہ سے ڈرتا ہے تو پھر اس کے حکموں پر چلتا ہے خدا کی خوشی کے کام کرتا اور اس کی ناراضی اور غضب کے کاموں سے بچتا ہے۔ ڈر کے بعد انسان تعمیل کے لئے مستعد ہو جاتا ہے۔ خدا نے اپنے خوف سے بندوں کو ڈرا کر پھر فرمایا۔

وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ۔ اور خدا تک رسائی حاصل کرنے کیلئے وسیلے، ذریعے کی جستجو کرو۔ یعنی اللہ احکم الحاکمین کے قانون پر عمل کرو۔ اس کے احکام بجالاؤ۔ جوں جوں زیادہ مستعدی زیادہ کوشش اور زیادہ خضوع و خشوع سے خدا کے حکموں کو عملی جامہ پہناؤ گے، توں توں زیادہ خدا کا قرب پاؤ گے تو اس آیت میں وسیلہ کے معنی عمل کے ہیں۔ یعنی اعمال صالح کے وسیلے خدا کا قرب حاصل کرو۔

چونکہ قرآن مجید میں احکام ہیں ان احکام پر عمل کرنے کا طریقہ مذکور نہیں ہے اسلئے قرآن نے فرمایا۔ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ پ ۲۸ ع ۴) اور جو احکام خداوندی پر عمل کرنے کا طریقہ دے تم کو رسول ﷺ

پس پکڑ لو اس کو، یعنی قرآن پر طریقہ رسولؐ کے مطابق عمل کرو۔ چنانچہ احکام الٰہی پر عمل کرنے کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بتایا ہے اس کو اتباعِ رسولؐ کہتے ہیں تو یہ اتباعِ رسولؐ عمل بالسنہ خدارسی کا وسیلہ ہوا۔ قربِ خداوندی کا ذریعہ ٹھہرا۔

وسیلہ اتباعِ رسولؐ ہے

تمام صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، محدثینؒ فقہاءؒ اور اولیاءؒ اللہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے بغیر کوئی شخص خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ کوئی خدا رسیدہ نہیں بن سکتا۔ خدا کے دوستوں میں شمار نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؐ کی اطاعت امت پر فرض ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی آپؐ کے اتباع سے کسی کو مفر نہیں۔ اولیاءؒ اللہ اسی وقت تک اولیاء اللہ ہیں جب تک اطاعتِ رسولؐ کا جوا ان کی گردن پر ہے۔ جونہی یہ جوا گردن سے اترا، ولایت کا نام ونشان نہ رہا۔ مقربین اسی ساعت تک قربِ الٰہی کے نورانی خلعت سے سرفراز ہیں۔ جب تک اسوۂ رسولؐ کی روشنی میں گام فرسا ہیں جب بھی اس روشنی سے بے نیاز ہوئے۔ قرب کا نورانی لباس چھن گیا۔ اور وہ صاف عریاں ہو کر رہ گئے۔ ولایت اور قربِ الٰہی تو دور کی چیزیں ہیں۔ ہم کسی شخص کو نیک آدمی نہیں کہہ سکتے جب تک وہ اپنی نیکی پہ سنتِ حضرت خیرالوریٰؐ کو شاہد نہ لائے۔ پس آپ اچھی طرح یاد رکھیں کہ آیتِ مذکور میں جو خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ کے قرب کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ یہ وسیلہ اتباعِ رسولؐ ہی ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ اسی

سے تم کو خدا کا قرب حاصل ہو گا۔ اس کی تائید میں اور آیت ملاحظہ فرمائیں:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (پ ۳ ع ۱۲)

کہہ (اے پیغمبر ان لوگوں کو) اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو پیروی کرو میری۔ چاہے گا اللہ تم کو، اور بخش دے گا گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

کسی کو چاہنا، اس سے محبت کرنا ہے۔ خدا نے فرمایا اگر تم اللہ کو چاہتے ہو، اس سے دوستی اور محبت رکھتے ہو۔ یعنی اس کو اپنا دوست بنانا چاہتے ہو تو اس کا طریقہ تم نہیں جانتے۔ نہ تمہارے مقرر کردہ کسی طریقے سے میں تمہارا دوست بن سکتا ہوں۔ سنو! میں ہی تمہیں اپنی دوستی اور اپنے قرب کا راستہ دکھاتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ تم میرے بھیجے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ جب تم ان کی پیروی، تابعداری اور اتباع کرو گے تو میں تم کو چاہوں گا تم سے محبت کروں گا۔ تمہیں اپنا دوست بنالوں گا۔ تم کو اپنا قرب عطا کروں گا۔ قارئین کرام غور فرمائیں کہ اس آیت میں خدا نے صاف فرما دیا ہے کہ اللہ کی دوستی۔ اس کی محبت اور اس کے قرب کا ذریعہ، واسطہ اور وسیلہ صرف اتباع رسولؐ ہی ہے۔

پھر فرمایا کہ جب تم اتباع رسولؐ کرو گے حضورؐ کی پیروی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنا دوست اور مقرب بنا لے گا۔ پھر جب تم اللہ کے دوست اور مقرب ہو جاؤ گے تو خدا تمہارے پچھلے تمام گناہ معاف

کرے گا۔ کیونکہ جب کوئی کسی کو دوست بناتا ہے۔ اس سے محبت کرتا ہے تو اس کی لغزشیں معاف کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے بڑھ کر نہ کوئی دوست ہو سکتا ہے نہ خیر خواہ، نہ محبت کرنے والا۔ پھر جب خدا تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے کو اپنا دوست بنا لیا۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کو دوست بنا کر اس سے محبت کرتے ہوئے اس کی خطائیں معاف نہ کرے۔ یقیناً اپنے دوست اور ولی کے گناہ معاف کر دیتا ہے کہ وہ غفور اور رحیم ہے۔ اپنے دوستوں کو معاف کرنے والا مہربان ہے۔ اس ساری آیت میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے جو اس آیہ کی روح رواں ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ صرف اتباعِ رسولؐ کی شرط پر کسی کو دوست، نبی اور مقرب بناتا ہے۔ اس کے قرب، ولایت اور دوستی کا وسیلہ صرف اطاعتِ رسولؐ ہی ہے

ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۚ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۝ (پ۵ ع۸)

جو اطاعت کرتا ہے رسولؐ کی پس تحقیق حکم مانا اس نے اللہ کا، اور جو کوئی پھر جائے (اطاعتِ رسول سے) پس نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو ان پر پاسبان (بنا کر)

یاد رکھیں! کہ اصل مطاع صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کا حکم ماننا نبیوں اور امتیوں پر فرض ہے۔ لیکن خدا کے حکم پر عمل کرنا خدا کی وحی سے رسولؐ سکھاتا ہے۔ پھر جو شخص رسولؐ کی پیروی

کرتا ہے۔ وہ دراصل خدا کے حکم پر عمل کرتا ہے، کیونکہ رسولؐ کا فعل خدا کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ آیت مذکورہ میں خدا فرماتا ہے کہ اطاعتِ رسولؐ ہیں خدا کی حکم برداری ہے، یعنی جو شخص یہ چاہے کہ خدا کا حکم بجالائے وہ رسولؐ کی پیروی کرے۔ رسولؐ کی پیروی کرنے والے کے سر سے خدا کے حکم کی تعمیل کا بوجھ اتر گیا۔

یہ ظاہر ہے کہ خدا اس کو ہی اپنا دوست، ولی اور مقرب بناتا ہے جو اس کا حکم بجالاتا ہے اور اس کا حکم وہ بجالاتا ہے جو پیروی رسولؐ کرتا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی کرنا خدا کے قرب اور اس کی ولایت کا وسیلہ ثابت ہوا حدیث پر خلوص سے عمل کرنے والے اولیا ء اللہ ہیں، سنت پر جان دینے والے خدا کے مقرب ہیں۔

آیت مذکور میں آگے ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَنْ تَوَلّٰی۔ اور جو کوئی پھر جائے۔ یعنی اطاعت اور اتباعِ رسولؐ سے پھر جائے، خدا کا حکم بجالانے میں پیروی رسولؐ سے بے نیاز ہو جائے۔ فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔ اے رسولؐ! ہم نے تجھ کو ایسے لوگوں پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔ یعنی اگر وہ تیری پیروی سے منہ موڑنے کے باعث دوزخ گئے تو تجھے ان سے متعلق کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ کیونکہ تیرا فرض سنا دینا اور سمجھا دینا تھا۔ معلوم ہوا کہ رسولؐ خدا کی پیروی کے ذریعے خدا کا حکم نہ ماننے والا دوزخ میں جلے گا۔

رسولوں کی تابعداری

قیامت کے روز وہ لوگ جنہوں نے رسولوں کی تابعداری نہیں کی کفِ افسوس

ملیں گے۔ ان کے لئے کوئی سفارش، کوئی شفاعت اور کوئی وسیلہ کارگر نہیں ہوگا۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ط (پ ۱۳ ع ۱۹)

اور (اے پیغمبر) ڈرا لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان پر عذاب، پھر کہیں گے وہ لوگ جو ظلم کرتے تھے اے ہمارے پروردگار، ہم کو تھوڑی سی مدت کی مہلت دے کہ قبول کر لیں ہم تیرا فرمانا، اور تابعداری کریں ہم پیغمبروں کی"۔

دنیا میں جن لوگوں نے خدا کا کہا نہیں مانا اور پیغمبروں کی تابعداری نہیں کی۔ وہ قیامت کے روز عذاب دیکھ کر، دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کے سامنے خدا سے عرض کریں گے، پروردگار! ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیج۔ اب ہم تیرا فرمان قبول کریں گے۔ اور تیرے پیغمبروں کی تابعداری بجا لائیں گے۔

غور کریں کہ قیامت کو واویلا کرنے والے دوزخ میں جانے والے کس جرم میں سزا پائیں گے؟ اسی جرم میں کہ خدا کا حکم نہیں مانا اور پیغمبروں کی تابعداری نہیں کی۔ اس سے ایک بات تو یہ ثابت ہوئی کہ دین عبادت ہے خدا کے حکم یعنی قرآن اور پیغمبر کی تابعداری یعنی حدیث سے! نُجِبْ دَعْوَتَكَ سے خدا کا حکم، خدا کی وحی یعنی قرآن مجید اور نَتَّبِعِ الرَّسُوْلَ سے اطاعت رسول یعنی حدیث اور سنت ہی تو مراد ہے۔ یعنی قرآن کی نص صریح سے ثابت ہوگیا کہ دین نام ہے

قرآن اور حدیث کا ! کتاب اور سنت کا ! یہاں سے فرقہ بندی کا خاتمہ ہو گیا اور مذہبی گروہ بندیاں مٹ گئیں۔

مشرکین کا توسّل: جنہوں نے دنیا میں خدا کی دعوت (وحی) اور پیغمبر کی "تابعداری سے منہ موڑا۔ آیت میں ان کو ظالم کہا گیا ہے۔ یہ ظالم (خواہ کسی امت کے ہوں) اگر خدا کا کہا رسولوں کی تابعداری کے ذریعے مانتے، رسولوں کی سنت پر چل کر عمل صالح کرتے تو نجات پا جاتے۔ ثابت ہوا کہ وسیلہ نیک اعمال ہی ہیں جو سنت کے مطابق کئے جائیں، پھر نَتَّبِعِ الرُّسُلَ کے الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہی قرب خداوندی اور نجات اُخروی کا وسیلہ ہے۔ پھر آیت وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (اللہ کے تقرب کا وسیلہ اختیار کرو) سے مراد اعمالِ صالح بہ اتباع رسولؐ ہی ہے اور کچھ نہیں۔ جو لوگ اس سے شخصی وسیلے مراد لیتے ہیں، یعنی محض کسی ذات کو خدا کے آگے پیش کر کے اس کا قرب ولایت یا حاجت روائی چاہتے ہیں۔ ان کے پاس اس بارے میں کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہیں ہے وہ شریعت کے مقابلہ میں سینہ زوری کرتے ہیں اور توسّل بالاشخاص کے عقیدے سے لوگوں میں گمراہی پھیلاتے ہیں شخصی توسل کا عقیدہ مشرکین مکہ کا تھا جو کہتے تھے۔ مَانَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی ط (پ ۲۳ ع ۱۵) ہم تو ان (خدا کے مقرب پیاروں) کی عبادت (نذر و نیاز کی صورت میں) صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں خدا کا مقرب بنا دیں۔"

یعنی اپنے نیک اعمال کے توسل کی بجائے وہ بزرگوں کی ذات کا وسیلہ اللہ کے آگے پیش کر کے اس کا قرب اور حاجت روائی چاہتے تھے مسلمان بھائیو! آپ ایسے مشرکانہ توسل کا عقیدہ ترک کر دو اور عمل کی فکر کرو ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

توسل بالاشخاص کی ممانعت

شخصی توسل کی قرآن میں سخت ممانعت آئی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ (پ۱۵ ع۶)

(اے پیغمبرؐ! ان لوگوں سے) کہو کہ خدا کے سوا جن لوگوں کو تم (مصائب میں حاجت روا) سمجھتے ہو، ان کو پکارو۔ پس نہ تو وہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کو بدل ڈالنے کا، یہ لوگ جن کو مشرکین (حاجت روا سمجھ کر) پکارتے ہیں، ان میں سے جو دوسروں کی نسبت مقرب ہیں، وہ (بھی) اپنے پروردگار کی طرف زیادہ قرب حاصل کرنے کا) وسیلہ تلاش کرتے ہیں اور اس کی رحمت کی امید رکھتے

اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں (اور) بیشک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کے لائق ہے"

اس آیت نے توسل بالاشخاص کے عقیدے کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا ہے۔ خدا کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ مصائب و حوائج میں اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو" انہیں بلا دیکھو، پکارو سنو! ان میں سے کوئی بھی تمہاری مصیبت دور نہیں کر سکتا، اور نہ وہ مصیبت کو بدل سکتا ہے۔ کوئی جن، فرشتہ، نبی، ولی، شہید تمہارا دستگیر ہے نہ حاجت روا مشکل کشا ہے نہ دافع بلا۔ یاد رکھو' لاچاریوں بے قراریوں، دکھوں مصیبتوں، بیماریوں میں تم جن خدا کے پیاروں اور مقربوں کو خدا کی جناب میں وسیلہ مشکل کشائی بناتے ہو، ان کی ذات کی طفیل، ذریعے اور وسیلے خدا سے مرادیں مانگتے ہو۔ تمہارا ایسا کرنا سراسر نادانی اور جہالت ہے۔ تمہارے ان ذریعوں اور وسیلوں میں جو بہت خدا کے مقرب ہیں۔ ان کا اپنا یہ حال ہے کہ وہ اپنے پروردگار کیطرف آپ وسیلہ ڈھونڈتے ہیں عبادت کرنے سے یعنی جو خود عبادت اور بندگی کے وسیلے خدا کا قرب تلاش کرتے ہیں۔ ان کی ذات کس طرح تمہارا وسیلہ بن سکتی ہے؟ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَہٗ اور وہ آپ خدا کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَہٗ اور خدا کے عذاب سے ڈرتے، کانپتے، لرزتے ہیں۔ نادانو! پھر تم خدا کے ایسے عاجز ضعیف، کمزور، خائف، لرزاں، ترساں، بندوں کو۔ اس کے خوف سے تھر تھر کانپنے والے غلاموں کو، اس کے جلال و جبروت کے حضور وسیلہ بناتے ہو۔ ان کی شخصیتوں کے اثر سے خدا سے حاجت روائی

چاہتے ہو؟[1]

نادانو! سنو! تمام انبیاءؑ نے عبادت کے وسیلے قرب پایا ساری عمریں ان کی اللہ کے حضور عاجزی کرتے، رونے، گڑگڑانے، سجدے کرتے اور دعائیں مانگتے گزر گئیں۔ وہ بندگی کے وسیلے مقرب بنے۔ اولیاء اللہ بھی انبیاء کے نقش قدم پر چل کر عبادت کی سیڑھی سے خدا کے نزدیک پہنچے۔ فرشتوں اور جنوں نے بھی اللہ کے خوف سے کانپتے لرزتے سجدوں میں تسبیحوں کے نالے بلند کرتے اس کی نزدیکی چاہی تم بھی خدا کو راضی کرنے اس کی جناب سے حاجتیں مانگنے، اس کا قرب چاہنے کے لئے وہی کام کرو جو نبیوں، ولیوں، بزرگوں، فرشتوں اور نیک جنوں نے کیا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی، مسنون اعمال کے توسل سے قرب و ولایت کی بلندیوں پر پہنچو!

بس تمہارے اعمال تمہیں خدا تک پہنچا سکتے ہیں، زکوٰۃ کے حسن صدقات کی رونق، روزوں کی بہار، حج کی سعی، نماز کا خشوع، تہجد کے نالے، دعاؤں کے نغمے، اخلاق کے چراغ، حقوق العباد کے لمعات یہ ہیں۔ اعمال جن کی روشنی ہیں۔ دوست نقاب الٹتا ہے اور اپنے حضور قرب بخشتا ہے۔

توسل بالاعمال آپ پڑھ چکے ہیں کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ

---

[1] کئی مولوی حضرات کہتے ہیں کہ یہ آیتیں بتوں کے متعلق ہیں گذارش ہے کہ کیا پتھر کے بت بھی اللہ کی رحمت کے امیدوار۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے کانپتے ہیں؟ افسوس! برہمنیت اپنا بات پھیلائے جاتی ہے اور آیتوں کی زد میں لات و منات کو کھڑا کرتی ہے۔ **یدعون من دون اللہ** کی زد خود پر نہیں پڑنے دیتی (صادق)

علیہ وسلم کا اتباع یعنی اعمالِ صالح ہی خدا کے قرب کا وسیلہ ہو سکتے ہیں۔ اس کے استدلال میں ہم ایک حدیث بیان کرتے ہیں تاکہ آپ توسل کا صحیح مفہوم خوب اچھی طرح جان لیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بذریعہ وحی) فرماتے ہیں کہ پہلے زمانے میں تین شخص کہیں سفر میں جا رہے تھے۔ رات کے وقت بارش کا زور ہو گیا۔ ان تینوں مسلمانوں نے ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لے لی۔ اتنے میں پہاڑ کی چوٹی سے ایک چٹان جو لڑھکی تو بالکل غار کے منہ کے آگے آکر رُک گئی (راستہ بالکل بند ہو گیا) اب ان کے لئے سوائے خدا کے کوئی نجات کا ذریعہ نہ تھا۔ اس نازک حالت میں انہوں نے آپس میں کہا کہ ہمارے لئے اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم اپنے سچے اور پُرخلوص اعمال خدا کے سامنے پیش کر کے دعا کریں کہ وہ ہم کو نجات دے۔ لیکن وہ اعمال اس قابل ہوں کہ ان کو وسیلہ بنایا جا سکے سب نے اس رائے سے اتفاق کیا اور باری باری دعا کی۔

پہلے شخص کی دُعا

اللہ! تو جانتا ہے کہ میرا ذریعہ معاش بکریوں پر تھا۔ بکریاں چرا کر ان کے دودھ سے بال بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ میرے والدین بہت بوڑھے ہو چکے تھے میں (تیری رضا کے لئے) جب تک ان کو دودھ نہ پلا لیتا تھا۔ کسی اور کو گھر میں نہیں پلاتا تھا۔ ایک روز درختوں کے پتے لے کر میں گھر دیر سے آیا تو میرے ماں باپ سو چکے تھے۔ میں نے دودھ دوہا۔ اور حسب دستور بغیر گھر کے کسی فرد کو پلائے، ماں باپ کی خدمت میں دودھ لے کر حاضر ہوا، وہ سوئے تھے۔ ادب کے

سبب ان کو جگانا مناسب نہ جانا اور دودھ کا پیالہ ہاتھ پکڑے کھڑا رہا حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ بچے مارے بھوک کے بلبلاتے رہے۔ لیکن میں نے کچھ پروا نہ کی۔ کسی کو دودھ نہ پلایا۔ اور نہ خود پیا۔ والدین نے بیدار ہوکر جب پی لیا، تب دوسروں کو دیا۔ اے اللہ (عالم الغیب) اگر یہ کام میں نے صرف تیری خوشی کے لئے کیا تھا تو آج اس چٹان کو دور کر دے، وہ چٹان فوراً اتنی ہٹ گئی کہ نکلنے کا راستہ پورا نہ ہوا۔

دوسرے شخص کی دعا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے اپنے چچا کی لڑکی سے محبت ہوگئی تھی اور محبت از حد بڑھ گئی تھی، ہر چند میں نے اسے حاصل کرنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ میرے قابو میں نہ آئی۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ سخت قحط پڑ گیا۔ وہ بہت مجبوری کی حالت میں (بھوک کی ماری) میرے پاس آگئی۔ میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میری خواہش پوری کر دے۔ وہ رضامند ہوگئی اور اس نے خود کو میرے تصرف میں دے دیا۔ جب میں ہر طرح اس پر قابو پا چکا اور منہ کالا کرنے کے لئے تیار ہوگیا تو وہ بولی۔ (آہ!) میں تیرے لئے اس مُہر کا توڑنا کیسے حلال کروں (ڈر اللہ سے!) ان الفاظ سے متاثر ہوکر باوجود بہت محبت کے میں نے اس گناہ سے کنارا کر لیا۔ اور جو روپے اس کو دیئے تھے (للہ) چھوڑ دیئے۔ اے اللہ! اگر صرف تیری رضا کے لئے میں اس گناہ سے دست کش ہوا تھا تو اس چٹان کو ہم سے دور کر دے۔ وہ چٹان فی الفور اتنی ہٹ گئی کہ ابھی راستہ نکلنے کے قابل نہ ہوا۔

تیسرے شخص کی دعا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ ایک دفعہ میں نے

مزدوروں سے کچھ کام لیا تھا۔ میں نے سب کو مزدوری دے دی لیکن ایک مزدور بغیر اپنا حق لئے چلا گیا۔ اس کی مزدوری سے غلہ لے کر میں نے کھیت میں بو دیا۔ جو پیداوار ہوئی اس سے پھر کھیتی کرائی، یہاں تک کہ اس کی آمدن سے میں نے (کچھ عرصہ کے بعد) گائے بیل اونٹ، بھیڑ، بکریاں اور خدام خرید لئے۔ مدت مدید کے بعد وہ شخص آ گیا اور کہنے لگا کہ بھائی میری مزدوری (جو رہ گئی تھی) دے دو۔ میں نے (اشارہ کر کے) کہا کہ یہ جانور اور خدام وغیرہ سب تمہارے ہی ہیں۔ لے جائیے! اس نے کہا۔ بندۂ خدا! مجھ سے کیوں مذاق کرتے ہو؟ میں نے جواب دیا۔ مذاق نہیں کر رہا ہوں؛ دراصل یہ سب مال تمہارا ہی ہے۔ (میں نے تمہاری مزدوری سے اس طرح بڑھایا ہے) پھر وہ شخص سب مال لے گیا۔ اے اللہ! اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا جوئی کے لئے کیا تھا تو آج ہم سے یہ چٹان دور کر دے۔ وہ چٹان بالکل ہٹ گئی اور یہ تینوں شخص نکل کر چل دیئے۔" (ترغیب وترہیب)

دعا کے توسل سے نجات

حدیث شریف میں حضورؐ نے فرمایا ہے۔ اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ (حصن حصین) دعا تو عبادت ہی ہے۔ متذکرہ الصدر تینوں شخصوں نے دعا کی اور دعا میں اپنے گذشتہ نیک اعمال کو (جو بالکل خلوص اور خشیت سے لبریز تھے) وسیلہ بنایا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو "موت" کے منہ سے چھڑا لیا۔ "قبر" سے باہر نکال کھڑا کر دیا! بڑی مصیبت سے نجات دے دی۔

توسل بردار دعائیں

آپ نے غور فرمایا کہ یہاں عمل ہی وسیلہ

بنے۔ ان موحدوں نے کوئی شخصی وسیلہ خدا کے آگے پیش نہ کیا۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ صرف خدا کو خوش کرنے کی خاطر خلوص بھرے اعمال کی شجرکاری کریں اور ان درختوں سے مراد کے پھل خدا کے ہاتھوں کھائیں! دعاؤں کی مستجابیوں، مشکل کشائیوں، اور حاجت براریوں کے لئے اللہ کے حضور کارکردگی پیش کرو اور پھر مانگو! یہی وسیلہ ہے "پدرم سلطان بود" کہنے والے نالائق کو تو انسان بھی منہ نہیں لگاتے، ایسا "نالائق" بڑوں کی سلطانی کا اثر (INFLUENCE) خدا پر کس طرح ڈال سکتا ہے؟ اور وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے جو حضرت لوطؑ کی پیغمبری کے وسیلے اس کی بدعمل بیوی کو عذاب نہ کرے۔ اور حضرت نوحؑ کی شخصیت کے طفیل اس کے ناخلف بیٹے کو ڈبو نہ دے۔ یاد رہے کہ اس کے حضور کام آنے والی چیز "فعال زندگی" ہے۔ کردار کی قدر و قیمت ہے۔ توبہ و استغفار سے گناہوں کے سمندر بخش دیتا ہے۔ دعاؤں سے بلاؤں کے پہاڑ ٹال دیتا ہے۔ لیکن بحق فلاں، طفیلِ فلاں، صدقۂ فلاں، وسیلہ فلاں کا دامن تھامنے والی دعاؤں کی دھاک سے بے نیاز ہے۔

قرب و بخشش کے وسیلے

کوئی صاحب یہ خیال نہ کریں کہ ہم لوگوں کو خدا کی رحمت اور بخشش سے ناامید کرنا چاہتے ہیں۔ ہرگز نہیں، بلکہ ہم قرآن اور حدیث کی تعلیم کے مطابق لوگوں کو صحیح راہ دکھلاتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ وہ غلط فہمیوں یا خوش فہمیوں کا شکار ہوں۔ انبیاء کے سوا تمام مسلمان گنہ گار ہیں انہیں اپنی زندگی خدا کی اطاعت میں طریقۂ رسول ﷺ کے مطابق گزارنی چاہیئے۔ پھر اگر کسی کے اتنے گناہ ہوں کہ ان سے آسمان اور زمین کا

خلا بھر جائے۔ ان کے سامنے سمندر قطرہ اور پہاڑ ذرہ دکھائی دیں۔ اتنا بڑا گنہگار اگر اللہ سے ڈر کر توبہ کر لے، خلوص دل سے سجدہ ریز ہو کر خدا سے معافی مانگ لے تو اس کے تمام گناہ خدا بخش دیتا ہے۔ نہ صرف وہ گناہ ہی بخش دیتا ہے بلکہ ان تمام گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے اور اسے یہ سرٹیفکیٹ عطا کر دیتا ہے۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ (پ ۱۹ ع ۴)

"مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور کام کئے اچھے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

یعنی خلوص دل سے جو کوئی شرک، کفر، بدعت اور دوسرے اکبر کبائر پر نادم ہو کر توبہ کرتا ہے کہ آئندہ اصرار نہیں کروں گا۔ اور زندگی کا رخ کتاب و سنت کی طرف موڑ کر نیک بن جاتا ہے تو خدا اس کی توبہ قبول کر کے اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ اور اپنے فضل سے انہیں حسنات میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اور پھر فرائض کی بجا آوری ہمیشہ بدیوں کو مٹاتی رہتی ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا:

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ (پ ۱۲ ع ۱۰)

بے شک نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۳ بار اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ

عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ؕ ایک بار پڑھتا ہے تو خدا اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ اگرچہ ہوں (کثرت میں) دریا کی جھاگ کے مانند (صحیح مسلم) پھر حج، روزے، صدقات و خیرات، استغفار اور دیگر مسنون اوراد و وظائف وغیرہ خدا کی مغفرت اور بخشش کا بڑا سامان ہے اس کے علاوہ حاجت روائیوں مشکل کشائیوں اور تقرب باللہ کے لیے دعائیں بڑا کامیاب وسیلہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ (پ۲ ع۷)

جب پکارنے والا مجھ کو پکارتا ہے۔ تو میں اس کی پکار (دعا) کا جواب دیتا ہوں۔

تمام حاجتوں اور ضرورتوں اور خدا کو خوش کرنے کیلئے قرآن اور حدیث میں بے شمار دعائیں ہیں۔ ان دعاؤں کے ساتھ اللہ کو پکاریں، وہ براہِ راست سنتا اور قبول کرتا ہے۔ خود آپ دعائیں کریں۔ دوسرے مخلص نیک زندہ بزرگوں، عالموں اور دوستوں کو کہیں۔ وہ آپ کے لئے دعا کریں۔ دعا کے علاوہ خدا کے نام پر صدقات و خیرات بھی کر سکتے ہیں۔ جلب منفعت اور دفع مضرت کے لئے خدا کے درِ اجابت کو دستک دینے کی یہی مسنون صورت ہے جس پر سوا لاکھ سے زائد صحابہؓ اور لاکھوں تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کار بند رہے۔

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ؕ (پ۲۴ ع۱۱)

اور (لوگو!) تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ ہم سے دعائیں کرتے رہو۔ ہم تمہاری (دعائیں) قبول کریں گے۔

اس آیت میں براہِ راست بغیر کسی وسیلے، واسطے، طفیل اور بحق

فلاں کے خدا سے دعا مانگنے کا حکم آیا ہے۔ غور فرمائیں:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ۔ اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے۔ یعنی خدا اپنے بندوں کو اپنی جناب سے بیماریوں، دکھوں، دردوں، لاچاریوں بیقراریوں میں دعا مانگنے کا طریقہ بتاتا ہے۔ حاجت روائیوں اور مشکل کشائیوں کے لیے پکارنے کی ہدایت کرتا ہے۔

ادْعُونِيْ ۔ پکارو مجھ کو یعنی دعا کرو میری جناب میں بالراست سیدھے، بغیر واسطے وسیلے کے:

أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔ قبول کروں گا۔ دعائیں تمہاری، یعنی بغیر وسیلے واسطے اور سفارش کے قبول کروں گا۔ براہ راست میرے آگے دعا کرو براہِ راست تمہاری دعا قبول کروں گا۔ سارے قرآن میں کہیں بھی یہ حکم نہیں آیا کہ خدا کی عبادتوں، اس کے در کی گدائیوں اور اس کی جناب میں دعاؤں، پکاروں، نواؤں، صداؤں کے لئے کوئی وسیلہ پکڑو۔ کسی کے ذریعے انہیں خدا کے پاس پہنچاؤ۔ ان نالوں کی رسائی کے واسطے تمہارے اور خدا کے درمیان کوئی دلال (GO-BETWEEN) ہونا چاہیئے۔ ہرگز کہیں یہ حکم نہیں آیا۔ یہ تو برہمنیت اور پاپائیت نے دنیا کی انسانی کچہریوں کی مانند اللہ رب العزت کی کچہری کا تصور گھڑ کر وہاں بھی وکیل منشی۔ سررشتہ دار، ریڈر، عرضی نویس۔ دلال، وچولے۔ چپڑاسی پہرا دے۔ دربان ٹھیرا لئے ہیں اور بھولے سادہ دل مسلمانوں کو بتا رکھا ہے کہ خدا کے ہاں۔ دعاؤں کی رسائی کے متعلق طریق کار (PROCEDURE) یہ ہے کہ نمبردار آؤ۔ بحق فلاں، بطفیل فلاں بصدقہ فلاں، بوسیلہ فلاں، بدرگاہِ فلاں، بہ روضۂ فلاں، بہ عرس فلاں،

بہ عَلَمِ فلاں، بہ پنجۂ فلاں، بہ قدمِ فلاں! ادھر آذری کرنیوالے سادہ لوح اُن امت کو دربارِ خداوندی کے وسیلوں، وچولوں ذریعوں کی شناخت کراتے ہیں اور اپنی عرضیں، دعائیں ان کے ہاتھ میں تھمانے کے سلیقے بتاتے ہیں ادھر اللہ ربّ العرش العظیم فرماتا ہے۔

یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّہِمُ الْوَسِیْلَۃَ اَیُّہُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَہٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَہٗ ط (پ ۱۵ ع ۶)

حق تعالٰی کے نزدیک ترین مقرب اپنے پروردگار کے نزدیک آپ وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ اور اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

یعنی جن مقربوں کی ذات کو وسیلۂ دعا، وبخشش بناتے ہو وہ آپ خدا کے قرب کا وسیلہ دعا، اور بندگی سے تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ دعا اور بندگی کو وسیلہ قرب بناتے ہیں۔ ان کی ذات محض وسیلہ نہیں۔ پھر تَوَسَّلَ یَتَوَسَّلُ کے "صرفی" کیونکر دعا، و بندگی کی بجائے مقربانِ الٰہی کی ذات کو قربِ بخشش اور اجابتِ دعا کا وسیلہ بنا سکتے ہیں؟ جو غلام صرف خدا کے رحم وکرم پر ہوں اور اس کے ڈر سے ہر وقت کانپتے ہوں، ان کی ذات کی آڑ لے کر خدا کے باغی اور سرکش کس طرح عذاب سے بچ سکتے ہیں اور ان کے نام کا واسطہ دے کر کس طرح خدا کا قرب پا سکتے ہیں؟ ہاں جس طرح مقربانِ بارگاہِ ایزدی نے خدا کی اطاعت، بندگی، استغفار اور دعا کے وسیلے اس کا قرب پایا۔ یہ بھی ان کے مسنون طریقے کی پیروی کر کے خدا کی عبادت واستغفار کے وسیلے اللہ کے نیک بندے بن سکتے ہیں! شخصیت پرستی کے اصنام کی

اسلام میں گنجائش نہیں ہے۔

جہاد کا وسیلہ اور اگر کوئی آپ کے سامنے بار بار وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ پیش کر کے آپ کو شخصی توسل کی مے پلائے تو آپ اُسے کہیں کہ یہ پوری آیت نہیں ہے آگے بھی پڑھئے اگر وہ نہ پڑھے تو آپ پڑھ دیں وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔ یہ ہے وسیلہ خدا کے قرب کا۔ جہاد خدا کی بہت بڑی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ یہی اطاعت اور فرمانبرداری خدا کے قرب و وصال کا وسیلہ ہے، پیرو! مولویو! درویشو! گدی نشینو! خدا سے ڈر جاؤ۔ آیت مذکورہ میں اپنی ذاتوں کو قربِ الٰہی کا وسیلہ بتلانے کی بجائے لوگوں کے سامنے جہاد فی سبیل اللہ کا وسیلہ پیش کرو جو صحیح مطلب ہے ثابت ہو گیا کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد نیک عمل ہیں۔ اطاعتِ الٰہی ہے، اتباعِ رسول ﷺ ہے جس میں ایک چیز جہاد بھی ہے ؎

دل و دیں نقد لا ساقی سے گر سودا کیا چاہے
کہ اس بازار میں ساغر متاعِ دست گرداں ہے

وسیلہ بہشت کا ایک درجہ ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ جب تم مؤذن کی اذان سنو تو تم بھی اس کی مانند[1] کہتے جاؤ۔ پھر (اذان ختم ہونے پر) مجھ

---

[1] یعنی جو کلمات مؤذن کہے تم بھی وہی کلمات جواب میں کہتے جاؤ ہاں جب وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو اس کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہنا چاہئے (صحیح مسلم)

پر درود بھیجو۔ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا۔ خدا اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا۔ پھر میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو۔ پس وسیلہ بہشت میں ایک درجہ ہے جو خدا کے بندوں میں سے صرف ایک ہی بندہ کے لئے ہے۔ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ اور امید رکھتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ پھر جس نے مانگا خدا سے وسیلہ میرے لئے میری شفاعت اس کے لئے واجب ہو گئی۔ (صحیح مسلم)

وسیلہ بہشت کی دعاء

اس ارشاد نبویؐ سے ثابت ہوا کہ بہشت میں ایک درجہ ہے اس درجے کا نام وسیلہ ہے۔ اور وہ درجہ صرف ایک ہی بندے کو ملنا ہے اور وہ بندے جناب رحمت للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ حضورؐ امت کو فرماتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے میرے لئے بہشت کے اس درجہ (جس کا نام وسیلہ ہے) کے لئے دعا کیا کرو۔ جو شخص میرے لئے اس درجہ بہشت کی دعا کیا کرے گا میری شفاعت اس کے لئے واجب ہو گی۔ پھر وہ دعا بھی حضورؐ نے بتا دی ہے جس میں آپ کے لئے وسیلہ (درجہ بہشت) مانگا گیا ہے۔ اذان کے بعد درود شریف (تشہد والا) پڑھیں اور پھر یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ[1] ط اے اس دعوت تامہ (اذان) اور نماز

[1] بیہقی میں وَعَدْتَّهٗ کے بعد اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ بھی آیا ہے اوپر کی دعا کے اخیر میں یہ بھی ملا کر پڑھ لیا کریں۔

(قیامت تک) قائم رہنے والی کے پروردگار، عطا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (بلند درجہ بہشت کا) وسیلہ اور بزرگی (اذنِ شفاعت) اور پہنچا ان کو مقامِ محمود (مقامِ شفاعت) میں کہ وعدہ کیا ہے تو نے اس کا۔" (بخاری)

یہاں بھی قبولیتِ دعاء اور شفاعتِ حضرت خیرالوریٰ صلعم کے لیے حضورؐ کی ذات کا توسل نہیں بتایا گیا ہے۔ بلکہ درود شریف (جو خدا کی جناب میں ایک دعا ہے) پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ درود شریف میں خدا سے دعا کی جاتی ہے کہ اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمت نازل کر۔ یہ بڑا نیک کام ہے، اپنے محسن اعظم کے لئے خدا سے رحمتوں کی دعا مانگنی۔ خدا اس دعا سے اتنا خوش ہوتا ہے کہ ایک بار اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہنے والے پر دس بار خود آپ صلوٰۃ (رحمت) بھیجتا ہے۔ پھر درود کتنا بڑا وسیلہ ہے خدا کی رضا مندی، بخشش اور اس کے قرب کا۔

طفیل بن ابی بن کعبؓ کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، میں آپ پر بکثرت درود پڑھنا چاہتا ہوں۔ پھر کس قدر پڑھوں؟ آپ نے فرمایا۔ جتنا تو چاہے۔ اس نے کہا۔ میں چوتھا حصہ (وظیفے کا) درود (مقرر) کر لوں؟ ارشاد ہوا۔ جس قدر چاہے! اگر زیادہ کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ اس نے کہا۔ نصف کر لوں؟ آپ نے فرمایا جس قدر چاہے۔ اگر زیادہ کرے گا۔ تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ اس نے کہا دو تہائی کر لوں؟ آپ نے فرمایا۔ جس قدر چاہے۔ اگر زیادہ کرے گا۔ تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ اس نے عرض کیا۔ میں تمام (وظیفہ اپنا)

درود ہی کر لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، پھر تو تمہارے تمام غموں اور اندوہوں کو کفایت کرے گا۔ (ترمذی)

غور فرمائیں۔ یہاں بھی حضورؐ نے اپنی ذات کا توسل نہیں بتایا نیک عمل بتایا۔ درود شریف جو دعا ہے

شفاعت کا واجب ہونا

اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر پھر ایک دعا پڑھنی چاہیئے۔ جو اوپر مذکور ہے۔ جس میں حضورؐ کے لئے درجہ وسیلہ مانگا گیا ہے؛ جس کے مانگنے والے (موحد) کو حضورؐ نے اپنی شفاعت کی خوشخبری دی ہے۔ یہاں بھی حضورؐ کی ذات محض وسیلہ شفاعت نہیں ہے۔ بلکہ باری تعالیٰ کی جناب میں دعا ہی ہے۔

ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! مؤذن لوگ ہم پر فضیلت لے گئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ (تم بھی یوں فضیلت لے جاؤ کہ) جس طرح مؤذن کہیں تم بھی اس طرح کہتے جاؤ جب اذان ختم ہو سَلْ تُعْطَہ۔ تو دعا کر وقبول کی جائے گی۔ (ابوداؤد)

حاجت روائی کے لئے ذاتِ اقدس[1] وسیلہ نہ ہوئی، بلکہ اذان کے جواب میں کلماتِ اذان کہہ کر دعا کرنا ہی وسیلہ مشکل کشائی بنا۔

یہ ہم بتا چکے ہیں کہ خدا کی جناب میں کسی کی ذات محض وسیلہ

---

[1] اگر کوئی کہے کہ حضورؐ حاجت روائیوں، مشکل کشائی اور خدا کی بخششوں کے وظیفے تو بتاتے تھے لہٰذا ذات وسیلہ ہوئی۔ نہیں بھائی۔ سوچو کہ ذات اقدس (کہ خدا کا ان پر بارش کے قطروں درختوں کے پتوں، آسمان کے ستاروں، ریت کے ذرّوں سے کروڑوں گنا زیادہ درود وسلام ہو) احکام الٰہی کی تبلیغ کا وسیلہ ہے۔ ہمارے ماں باپ قربان آپ سارا دین اسلام پہنچانے کا وسیلہ ہیں نہ کہ جلب منفعت اور دفع مضرت کا وسیلہ، یہ سمجھنے کی بات ہے غور کریں!

زندگی میں حضورؐ کی دعا کا توسل

نہیں ہو سکتی اور نہ شخصی توسل کی شرعاً اجازت ہی ہے۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کی دعا حاجت مندوں کے لئے ضرور وسیلہ تھی آپ کی دعا کے توسل سے بہتیرے مراد کو پہنچے بعض اپنی ذاتوں، موتیٰ اور اہلِ قبور وغیرہ کے توسل کے جواز کے لئے حدیث اعمیٰ پیش کرتے ہیں جو درست نہیں۔

حدیث اعمیٰ میں دعا سے توسل

عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ ادع اللہ ان یعافینی۔ حضورؐ! اللہ سے دعا کیجئے کہ خدا مجھے بینا کر دے۔ آپ نے فرمایا۔ ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیر لک۔ اگر تو چاہے تو میں دعا کردوں اور اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے بہتر ہے اس نے عرض کیا۔ حضورؐ! دعا ہی فرمائیے۔ پھر آپ نے اس کو سنوار کر وضو[1] کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ دعا مانگنے کو فرمایا۔

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یارسول اللہ یامحمد انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی اللھم فشفعہ فی۔

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اور تیرے حضور تیرا نبی محمد، نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی دلصورت دعا)

---

[1] اور ایک روایت۔ ان یصلی رکعتین بھی آیا ہے۔ یعنی وضو اور دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ (مسند امام احمد)

وسیلے کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ تاکہ میری یہ حاجت پوری کی جائے
اے اللہ! حضورؐ جو سفارش (دعا) کر رہے ہیں وہ قبول فرما (ترمذی)
آیت وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ کی طرح یہ حدیث بھی زبردستی شخصی
توسل، مردوں کے توسل، شہیدوں کے توسل قبروں کے توسل وغیرہ پر
چسپاں کر لی گئی ہے۔ ہمیں جائز توسل پر کوئی اعتراض نہیں۔ بزرگوں کی
بزرگی پر نزولِ باراں رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ البتہ اس بات سے ڈرتے
ہیں کہ دین میں تغیر و تبدل نہ ہو جائے شرک اور بدعت کا دروازہ نہ کھل جائے
اور لوگ گمراہ نہ ہو جائیں۔ اس لئے چاہتے ہیں کہ دین کی صحیح صحیح چیز
بغیر آمیزش اور کھوٹ کے مسلمانوں تک پہنچ جاتے۔ مذکورہ حدیث
سے جو یہ مغالطہ دیا جاتا ہے۔ کہ حضورؐ کی محض ذات کا توسل کیا گیا ہے،
غلط ہے۔ بلکہ اس حدیث سے حضورؐ کی زندگی[1] پاک میں آپ کی دعا
کے ساتھ توسل ثابت ہے۔ غور کریں کہ نابینا نے کیا عرض کیا یہی ناکہ

ادع اللہ ان یعافینی۔ حضورؐ! اللہ سے میری عافیت کی
دعا کر دو! حضورؐ سے دعا کرانا ثابت ہو گیا۔

پھر حضورؐ نے فرمایا۔ اگر تو چاہے تو میں دعا کر دوں۔ اور اگر تو صبر کرے
تو تیرے لئے بہتر ہے۔ ان شئت دعوت سے بھی حضورؐ کا دعا
کرنا ثابت ہوا۔ پھر اس شخص نے یہی عرض کیا۔ بل ادع اللہ
حضورؐ! اللہ سے دعا ہی کر دو۔ یہاں بھی حضورؐ کا دعا کرتا رہے
ثابت ہوا۔ پھر حضورؐ کا اس شخص کو چند کلمات سکھانا بھی دعا ہی

---

[1] حضورؐ کی وفات کے بعد اب آپ کی دعا کے ساتھ توسل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ زندگی میں نابینا نے .... حضورؐ سے دعا کرا کر توسل کیا تھا۔

ہے۔ یعنی اس نے دعا ہی مانگی۔ اے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں، خود بھی کرتا ہوں اور تیرے نبی رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جو زندہ موجود ہیں) تیرے حضور بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری کی جائے۔ اب یہاں وسیلہ کے معنی سمجھیے۔

اوپر کے الفاظ اور جملوں پر غور کیجئے کہ سائل بار بار حضورؐ کو دعا کے لیے کہہ رہا ہے اور حضورؐ بھی دعا کرنے کو ہی فرما رہے ہیں، آخر اس کی عرض منظور فرما کر حضورؐ نے دعا کرنا قبول کر لیا۔ لہٰذا، آپ نے دعا فرمائی۔ حضورؐ کے اس دعا فرمانے کو سائل خدا کی جناب میں وسیلہ پیش کر رہا ہے پھر اخیر میں سائل کے الفاظ وسیلہ کا مفہوم اور واضح کر رہے ہیں۔ اللّٰھم فشفعہ فی۔ اے اللہ! حضورؐ جو (میری شفا کے لیے) سفارش (دعا) کر رہے ہیں۔ وہ قبول فرما۔ روزِ روشن سے بڑھ کر روشن ہو گیا کہ وسیلہ سے مراد حضورؐ کی دعا ہی ہے، ذاتِ پاک نہیں ہے۔

رحمتِ عالم کی ذات کی تقدیس

کوئی کج بین، منظفرؔ، منصورؔ منبّر جماعت اہلحدیث رکنؔ اللہ سواد ھم) کے متعلق یہ کہہ کر عوام کو بدظن نہ کرے کہ یہ لوگ حضورؐ کی ذات یا شخصیت کو (معاذ اللہ) بزرگ نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان کی ذات یا شخصیت کو وسیلہ قرب نہیں مانتے۔ ہم اس مردود پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اسے ابوجہل کا ساتھی جہنمی مانتے ہیں جو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا شخصیت کی بزرگی پر شک کرے۔ آپؐ کے وجودِ اطہر پر تمام آدم کی اولاد، ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبروں (صلوٰۃ اللہ علیہم) تمام بزرگوں، شہیدوں، ولیوں، تمام فرشتوں کی بزرگی قربان

حورانِ خلد کی عصمت نچھاور۔ جسمِ اقدس کے ایک قطرۂ خون کی قیمت ہیں دونوں جہاں ہیچ ہماری جانیں اور ہمارے ماں باپ آپ پر قربان بڑے مرتبے کے ہیں حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم۔ حضورؐ کا سارا سراپا طیب وطاہر، رواں رواں اور بال بال پاک۔ آپؐ امت کے غمخوار رسولوں کے سردار، حشر میں انبیاء کے قائد، شافع محشر، ساقی کوثر، پہلے شافع اور پہلے مشفع ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

یاد رہے کہ یہاں مسئلہ توسل زیرِ بحث ہے، نہ کہ حضورؐ کی بزرگی یا شخصیت کی تقدیس! شریعت یہ بتا رہی ہے کہ دربارِ خداوندی کے قانون میں کسی کی محض ذات کسی کا وسیلۂ قرب نہیں ہو سکتی۔ کسی نبی، ولی بزرگ کی شخصیت سے توسل کی اجازت نہیں۔ اور بس۔ اس سے کسی کی بزرگی پر کیا حرف؟ اور شان میں کیا فرق؟

حضرت الورؐ کی لامثال شان اپنی جگہ برحق۔ لیکن آپ کو قانونِ الٰہی کہتا ہے کہ کسی مشرک کے حق میں ہرگز دعائے بخشش[1] نہ کریں، کہیے اس سے شان میں کیا کمی آئی؟

دینِ اسلام میں اپنی طرف سے کمی بیشی حرام اور باعثِ عذاب ہے۔ قانونِ الٰہی کہتا ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۙ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۙ
ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ
عَنْهُ حَاجِزِيْنَ (پ۲۹ ع۶)

اور اگر پیغمبرؐ کوئی بات (خود گھڑ کر) ہمارے سر چپکاتا تو ہم نے

---

[1] مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ ۔ ۔ ۔ ۔ (پ۱۱ ع۳)

(خونیوں کی طرح) اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اس کی گردن اڑا دی ہوتی اور تم میں سے کوئی بھی ہم کو اس سے روک نہ سکتا۔"

کہئے! قانونِ خداوندی کے اس اعلان سے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی پر کیا حرف آیا؟ ہرگز کوئی حرف نہیں آیا۔ شانِ رسالتؐ کا آفتاب اسی طرح ضیابار رہا! اور امت کو لرزا دیا گیا۔

ایسے ہی یہ بھی قانونِ الٰہی ہے کہ اس کی جناب میں نجات، قربِ اجابتِ دعا، اور حاجت روائی کے لئے کسی کی ذات یا شخصیت کے توسل کی اجازت نہیں! سوائے مسنون اعمال کے توسل کے! فرمایئے اس سے شانِ رسالت پر کیا حرف آیا؟ کوئی نہیں! پھر آپ یقین کریں کہ شخصی توسل کی ممانعت قانونِ الٰہی میں سے ہے۔ یہ کسی جماعت کا اپنا گھڑا ہوا عقیدہ نہیں ہے۔

حضرت عباسؓ کی دعا کا توسل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قحط پڑ گیا۔ تمام صحابہؓ، مہاجرین اور انصار موجود تھے سب نے مسنون طریق کے مطابق جنگل میں جا کر نمازِ استسقاء ادا کی۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے طلب باراں کے لئے دعا کرائی چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔

إِنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قُحِطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا۔ (بخاری شریف)

قحط سالی کے دوران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس

بن عبد المطلب سے طلب باراں کراتے اور اپنی دعا میں کہتے خداوندا! ہم تجھ سے طلب باراں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کراتے تھے۔ پس تو مینہہ برساتا تھا (اب چونکہ حضورؐ کی وفات ہو چکی ہوئی ہے اس لئے) ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کے ذریعہ طلب باراں کرتے ہیں پس تو بارانِ رحمت نازل کر۔"

بے شک یہاں یہ الفاظ موجود ہیں۔ كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا۔ ہم (طلب باراں کے لئے) اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے تھے یہ توسل بہ دعا تھا۔ "حضورؐ نے ایک دفعہ ایک شخص کے عرض کرنے پر منبر پر جمعہ میں بارش کی دعا کی تو بارش شروع ہوئی۔ پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی (مشکوٰۃ) پھر حضورؐ نے قحط سالی کے وقت نمازِ استسقاء پڑھائی اور بارش کے لئے دعاء فرمائی تو بارانِ رحمت ہوتی۔ حضرت عمرؓ یہی کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ، ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے طلبِ باراں کے لئے توسّل کرتے تھے۔ یعنی ان سے دعا کراتے تھے۔ ان سے نماز استسقاء پڑھواتے تھے تو، تو ہم پر بارانِ رحمت نازل فرماتا تھا۔ حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعاء کرتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ o لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ط اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ ط (ابوداؤد)

سب تعریف اللہ کو ہے جو پروردگار ہے سب جہانوں کا رحم کرنے والا نہایت مہربان۔ مالک ہے روز جزا کا۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ اے اللہ تو ہے معبود۔ نہیں کوئی معبود سوائے تیرے۔ تو بے پرواہ ہے اور ہم فقیر ہیں۔ نازل کر ہم پر مینہہ، اتارے تو اس سے ہم پر قوت اور فائدہ دے ایک مدت کا۔"

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مَّرِیْئًا مَّرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ ط اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَھَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْیِ بَلَدَكَ الْمَیِّتَ ط اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا سَحَابًا کَثِیْفًا قَصِیْفًا وَلُوْقًا ضَحُوْکًا تُمْطِرُنَا مِنْہُ رَذَاذًا قِطْقِطًا سَجْلًا یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط (ابوداؤد)

یا الٰہی پلا ہم کو، یا الٰہی پلا ہم کو، یا الٰہی پلا ہم کو! اے ہمارے اللہ ہم پر ایسی بارش نازل فرما جو ہماری تشنگی بجھا دے۔ ہلکی پھواریں۔ غلہ اگانے والی ہوں۔ نفع دینے والی، نہ نقصان پہنچانے والی، جلد آنے والی۔ خداوند! اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر اور اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مردہ شہروں کو زندہ کر دے اے اللہ! لے آ ہم پر بادل جو گاڑھا ہو کڑکتا ہو۔ پانی بہاتا۔ چمکتی بجلی والا۔ کہ مینہہ برسائے تو اس سے ہم پر نرم بوندی کا۔ چھوٹی بوندی کا بہت پانی والا اے صاحب بزرگی اور عزت کے۔"

یہ ہے صحابہؓ کا حضورؐ سے طلب باراں کے لیئے توسّل ! اسی چیز کو حضرت عمرؓ کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ ! ہم اپنے نبیؐ کے ساتھ تیری طرف توسّل کرتے تھے ۔یعنی حضورؐ کی دعاء کا توسل کرتے تھے ۔ یہ توسل بہ دعا تو حضورم کی زندگی میں ہی تھا ۔جب حضورؐ کی وفات شریف ہوگئی تو پھر ایک مرتبہ قحط پڑا ۔اب حضرت عباسؓ کو حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہؓ نے دعاء کے لئے کہا ۔ وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا ۔ اور (اے اللہ !) ہم وسیلہ لاتے ہیں طرف تیری اپنے نبیؐ کے چچا کو" یعنی حضورؐ کی زندگی میں ان کی دعا کا توسل کرتے تھے ۔اب جبکہ حضورؐ ہم میں نہیں ہیں ۔ اس لئے ہم ان کے چچا کو تیری طرف (بذریعہ) دعا ، وسیلہ لاتے ہیں ، ہم پر مینہہ برسا ! چنانچہ حضرت عباسؓ کی جس دعا کے توسّل سے بارش نازل ہوئی وہ حسب ذیل ہے ۔

اَللّٰھُمَّ لَمْ یَنْزِلْ بَلَاءٌ اِلَّا بِذَنْبٍ وَلَمْ یُکْشَفْ اِلَّا بِتَوْبَةٍ وَھٰذِہٖ اَیْدِیْنَا اِلَیْکَ بِالذُّنُوْبِ وَنَوَاصِیْنَا اِلَیْکَ بِالتَّوْبَةِ ۔ فَاسْقِنَا الْغَیْثَ ط

خداوند ! بلائیں گناہوں کے سبب نازل کی جاتی ہیں اور توبہ کے سوا وہ نہیں ہٹائی جاتیں ۔پس ہمارے یہ گنہگار ہاتھ تیری رحمت کی طلب میں تیری طرف اٹھے ہوئے ہیں ۔ اور یہ ہیں ہماری خطاکار پیشانیاں جو توبہ کی طلب میں تیرے آگے جھکی ہوئی ہیں ۔پس تو ہمارے گناہ معاف کر ! اور ہم پر اپنی رحمت اور بخشش کی بارش نازل فرما ۔"

پس حضورؐ کا اور حضرت عباسؓ کا یہ توسّل ، توسّل بدعا تھا ۔شخصی

توسل نہ تھا۔

موتیٰ کے ساتھ توسّل

اگر شخصی توسّل جائز ہوتا تو طلب باراں کے لئے حضرت عمرؓ، اور تمام صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے توسّل کرتے۔ یوں کہتے اے اللہ! اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے، طفیل، صدقے، واسطے بارش نازل کر۔ لیکن نہیں کہا۔ سوا لاکھ صحابہؓ میں سے کبھی کسی نے کسی کام کے لئے حضورؐ کی ذات کا توسل نہیں پکڑا۔ حضرت عمرؓ اور تمام صحابہؓ نے حضرت عباسؓ کا توسل اختیار کیا۔ اور حضرت عباس کا توسل بھی شخصی یا ذاتی نہ تھا اگر شخصی یا ذاتی توسّل ہو سکتا ہوتا۔ تو رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا توسّل کرتے۔ جب حضورؐ کا نہیں کیا تو یقیناً حضرت عباسؓ کا بھی ذاتی نہیں کیا۔ حضورؐ کا بھی دعائے سے توسّل کیا اور حضرت عباسؓ کا بھی دعا ہی سے کیا! خوب یاد رکھیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ موتیٰ کا توسّل بھی مشروع نہیں۔ کیونکہ اگر جائز اور مشروع ہوتا تو حضرت عمرؓ اور تمام مہاجرین اور انصار طلب باراں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے کرتے۔ لیکن نہیں کیا۔ ثابت ہوا کہ موتیٰ کا توسل ہرگز جائز نہیں۔ پھر جو لوگ فوت شدہ بزرگوں، ولیوں، شہیدوں کا نام لے لے کر اپنی دعائیں وسیلہ پکڑتے ہیں۔ وہ غلط راستے پر چلتے ہیں۔ ان کے لئے ایسا کرنا سراسر ناجائز ہے۔

بجھے نہ بجھے سے اجالے، گھٹی گھٹی سی فضا
کہاں ہو تم کہ اندھیرا ہے اور سائے ہیں

قبروں کے ساتھ توسل

اگر کسی بزرگ ولی کی قبر کے وسیلے دعا کرنی جائز ہوتی تو صحابہ ضرور حضرت انور کی قبر اقدس کے وسیلے بارش کے لئے دعا کرتے، یا اور حاجتوں، مشکلوں، مصیبتوں میں حضورؐ کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر آپ سے عرض کرتے کہ حاجت روائی کر دیا خدا سے کروا دو، یا حضورؐ کی قبر اطہر کے توسل سے خدا سے دعائیں مانگتے۔ لیکن خلفائے راشدین اور تمام صحابہؓ میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔ ثابت ہوا کہ قبر کا توسل بھی ناجائز ہے اور اہل قبر سے عرضیں کرنی اور حاجتیں چاہنی سراسر شرک ہے۔

صحابہؓ نے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی شریعت کو تمام امت سے بہتر اور زیادہ جاننے والے اور ساری امت سے بڑھ کر عمل کرنے والے جائز ناجائز، حلال حرام، مشروع غیر مشروع کے پورے پورے واقف قحط کی مصیبت کے وقت رحمتؐ للعالمین کا وسیلہ چھوڑ کر حضرت عباسؓ کا وسیلہ اختیار کیا۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ توسل کا مطلب زندگی میں دعا کرانا ہی ہے اور یہی مشروع اور مسنون ہے، تمام مسلمان حضورؐ سے آپ کی حیات مبارک میں دعا کراتے رہے۔ لیکن حضورؐ کی وفات کے بعد آپ کی قبر اطہر سے کسی نے توسل نہیں کیا۔

پھر جو لوگ قبروں کو وسیلہ بناتے، اہل قبور سے عرضیں کرتے، ان کے آگے روتے، گڑگڑاتے، طواف اور سجدے کرتے، ان کے نام کے خدا کو واسطے دیتے، وہاں نذریں نیازیں چڑھاتے۔ یہ لوگ بڑے ظالم ہیں۔ جب یہ کام حضورؐ کے روضے پر صحابہ نے نہیں کئے تو اوروں کے روضوں پر کیوں کئے جائیں؟ خبردار! یہ تمام شرک کے کام ہیں مسلمانوں

کوان سے توبہ کرنی چاہیئے ؎

یہ دھند لکا، یہ کہرا اور یہ شب رنگ افق

اے طباشیر سحر! اور بکھر اور بکھر! (ماہر القادری)

خدا تعالیٰ کا بندوں پر حق

تمام انسان خدا تعالیٰ کی عاجز مخلوق ہیں اس مخلوق کا وہ خالق، مالک رازق اور رب ہے۔ جب تمام انسان، کل پیغمبر، اولیا، بزرگ، شہید شاہ وگدا اور ہر ادنیٰ واعلیٰ اس کے مملوک مرزوق اور مربوب ہوئے تو ہر وقت اس کے سخت محتاج ہوئے۔ اپنی مرضی سے اس نے انسانوں کو پیدا کیا۔ پھر خلق کے بعد وہ معًا ان کی ربوبیت کرنے لگا اگر وہ ربوبیت نہ کرے تو کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ نہ رہ سکے اگر پانی خشک کر دے، ہوا بند کر دے، زمین سے رزق نہ اگائے تو سب آنِ واحد میں ہلاک ہو جائیں۔ وہ خالق اور مالک ہے ہم اس کے عاجز بندے اور غلام ہیں۔ اپنے بندوں کی تمام ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ زندگی کے تمام تقاضے بر لاتا ہے۔ جب کہ ہم شکم مادر میں پانی کی بوند تھے اس وقت سے لے کر جتنی جتنی عمر کے ہم ہوگئے ہیں۔ زندگی کے قائم، بحال اور رواں دواں رہنے کے لئے حالاً فحالاً درجہ بدرجہ، منزل بہ منزل جس جس چیز کی حاجت ہے سب پوری کرتا اور بہم پہنچاتا ہے۔ کسی چیز کے بنانے کے بعد اگر اس کی حفاظت نہ کی جائے تو وہ ضائع ہو جاتی ہے۔ اپنے غلاموں کو پیدا کرنے کے بعد وہ ان کی پوری پوری نگرانی، حفاظت کرتا ہے اپنی پناہ میں رکھتا ہے اس کی مشیت کے ماتحت اگر تکلیفیں، مصیبتیں اور بیماریاں آتی ہیں تو اپنے

رحم، کرم اور فضل سے نجات دنیا اور شفا بخشتا ہے۔ پھر کس قدر محتاج ہیں سب انسان اس کے اور کتنے احسان ہیں اس کے بندوں پر یہی وجہ ہے کہ وہ اکیلا حقدار ہے۔ عبادت کا، ہر قسم کی عبادت کا ارشاد ہوتا ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔ ق۔ وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمہارے (نفع) کے لئے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب" یعنی دنیا و مافیہا ساری کی ساری انسان کی خدمت (SERVICE) کے لئے پیدا فرمائی۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ج وَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْهٰرَ ہ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ج وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ہ وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ط وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط (پ۱۳ ع۱۷) اللہ (عبادت کے لائق) وہ ہے جس نے پیدا کیا۔ آسمانوں اور زمین کو اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالا ساتھ اس کے پھلوں سے رزق تمہارے لئے اور مسخر کیں۔ تمہارے لئے کشتیاں، تاکہ (تمہارے فائدے کے لئے) چلتی رہیں دریا میں اس کے حکم سے اور مسخر کیا تمہارے لئے نہروں کو) اور مسخر کیا تمہارے لئے سورج اور چاند کو ہمیشہ (خدمت میں) پھرنے والے اور مسخر کیا تمہارے لئے رات اور دن کو، اور دیا تم کو ہر اس چیز سے جو مانگا تم نے اور اگر گنو تم اللہ کی نعمتیں، نہ پورا گن سکو ان کو۔"

معلوم ہوا کہ تمام کائنات ارضی اور سماوی انسان کی خدمت

اور نفع رسانی کے لیے ہی پیدا کی گئی ہے۔ اس نے اپنے غلاموں کیخاطر ہی تخلیق فرمائی ہے۔ اس سارے کلام کا حاصل یہ ہے کہ ان بے شمار نعمتوں، بخششوں کے سبب خدا کا بندوں پر حق ہے اور وہ حق یہ ہے کہ بندے اس کی خالص عبادت کریں۔ بلا شرکت غیرے اس کی بندگی بجا لائیں۔ جیسا کہ اس نے خود فرمایا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے،، (پ ۲۷ ع ۲)

بندوں کا خدا تعالیٰ پر کوئی حق نہیں

خدا تعالیٰ تو بندوں کا خالق، مالک، رازق، رب ہو کر اس بات کا حقدار ہوا کہ بندے اس کی خالص عبادت کریں اس کے برعکس خدا بندوں کا محتاج نہیں ہے۔ اس پر کبھی ایسا وقت نہیں آ سکتا کہ وہ بندوں کا نیاز مند ہو۔ جیسا کہ اس نے خود فرمایا۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ (پ ۱۵ ع ۱۲) اور نہیں ہے اس کا کوئی شریک بادشاہی میں اور نہ اس سبب سے کہ کمزور ہے کوئی اس کا مددگار رہے۔

یعنی اس کی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں شریک ہو کس طرح کہ سب ہی اس کے محتاج ہیں عاجز غلام ہیں۔ غلاموں کا کیا حق اور مقدور کہ اس کی بادشاہی میں کسی قسم کا دخل دے سکیں اس کی محتاجی کی زنجیروں میں کسے ہوئے بندے اس کے آگے دم مار سکیں، ہر سانس میں ربوبیت کا جام پی کر زندہ رہنے والے حاجت مند، انبیاء، اولیاء اور ساری ذریت آدم اس کی آسمانوں اور زمین کی بادشاہی میں اس کے

ارادے، اختیار، مرضی، منشا اور قدرت میں دخیل و شریک ہوں؟ رزق، پانی، صحت، سلامتی کے فقیر اس کی ردائے جلال و جبروت کو چھوئیں؟؟

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۔ اور کمزوری، غریبی، ناچاری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار نہیں۔ یعنی وہ کسی وقت کسی کا محتاج نہیں۔ اس پر کبھی ایسا وقت نہیں آتا کہ اسے مددگار کی احتیاج ہو۔ پھر ازل سے ابد تک جو خلق سے بے نیاز اور بے محتاج ہو اس پر خلق کا کیا حق ہو سکتا ہے؟ انسان تمام کے تمام ہر وقت، ہر گھڑی اور ہر لمحہ اسکے محتاج اور وہ کسی وقت بھی انسان کا محتاج نہیں۔ پھر اس کا حق بندگی عقیدہ توحید کے ساتھ بندوں پر ثابت اور بندوں کا کوئی حق اللہ پر ثابت نہیں

حق میں غلبہ پایا جاتا ہے

بندوں کے آپس میں ایک دوسرے پر حق ہیں۔ والدین کے اولاد پر، اولاد کے والدین پر، دوستوں کے، ہمسایوں کے، استادوں اور شاگردوں کے، بھائیوں اور بہنوں کے، بادشاہ اور رعایا کے آپس میں ایک کے ایک پر حق ہیں جو سب کو بجا لانے چاہئیں۔ جب کہا جاتا ہے کہ میرا تجھ پر یہ حق ہے تو دوسرا (اگر بے عزت نہیں ہے) تو اسے اپنا فرض سمجھ کر بجا لاتا ہے اور اسے ضرور بجا لانا چاہیئے۔ اگر ثابت شدہ حق کو پورا نہیں کرتا تو وہ پوچھا جائے گا۔

پرویز اور سلیم دو حقیقی بھائی ہیں۔ پرویز باپ کی تمام جائیداد پر قبضہ کر بیٹھتا ہے اور سلیم کو اس کا حق نہیں دیتا۔ سلیم عدالت میں اپنا حق لینے کے لئے بھائی پر دعویٰ کرتا ہے اور ثابت کر دیتا ہے۔

کہ باپ کی نصف جائیداد میں وہ شریک ہے اس پر عدالت بزور ڈنڈے سے اس کو حق دلوا دیتی ہے۔ یہ ڈنڈا کوئی عدالت کا ڈنڈا نہیں ہے۔ بلکہ دراصل یہ حق کا ڈنڈا ہے جو غالب آیا ہے۔ حق کے غلبے اور اثر سے دوسرا شخص دب کر ملنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ قیامت کے دن بھی خدا تعالیٰ بندوں کے حقوق کا فیصلہ کرے گا۔ جنہوں نے دوسروں کے حق مارے ہوئے ہوں گے، اللہ بزور انہیں دلوائے گا۔ ایسے ہی خدا تعالیٰ کا بھی بندوں پر یہ زبردست حق ہے کہ بندے اللہ کی بغیر شرک کے خالص عبادت کریں۔ جو خالص عبادت نہیں کرے گا، غیر اللہ کو خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات میں شریک کرے گا۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ۔ اللہ تعالیٰ اس مشرک کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اسے ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جھونک دے گا۔ کیوں؟ اس لئے کہ مشرک نے اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت نہیں کی اس نے اللہ کا حق عبادت چھین کر غیروں کو دے دیا۔ یہ حق تلفی (شرک) ہی آگ بن جائے گی۔ جس میں "غاصب" جلتا رہے گا۔ اس سے آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ حق اپنے اندر غلبہ، دباؤ اور اثر رکھتا ہے۔

بحق بنی فاطمہ رضؓ

پھر جو شخص یہ کہتا ہے "الٰہی بحق بنی فاطمہ" خداوندا حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کا جو تجھ پر حق ہے میں اس حق کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری کر دے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرات حسنینؓ کا خدا کے بزرگ و برتر پر وہ کون سا حق ہے؟ جو خدا کو جتا کر اپنی مراد مانگتا ہے جس کا اللہ پر اثر ڈال کر مشکل کشائی چاہتا ہے دوسرے لفظوں میں یہ مطلب

ہوا کہ سائل خدا کو کہتا ہے کہ حضرات حسنینؓ کا حق جو تو نے ادا کرنا ہے جس حق کا (معاذ اللہ) تو حسنینؓ کا قرض وار ہے اس حق کے بدلے عوض واسطے اور وسیلے میری مراد بر لا۔ یعنی حضرات بنی فاطمہؓ کے فرضی حق کے غلبے اور اثر سے خدا سے حاجت چاہتا ہے۔ آہ! ؎

قدم قدم پہ جلائی ہے خانہ ساز چراغ
بھٹک رہی ہے ابھی آدمی کی توانائی (گل صدیقی)

اگر بنی فاطمہؓ۔ یعنی حضرات حسنینؓ کے حق کے واسطے سے مشکل کشائی ہو سکتی ہے تو ان دونوں جنتی بھائیوں (خدا کی ان پر بے شمار رحمتیں نازل ہوں) پر جو مصائب کے پہاڑ گرے تھے، اور ان کے اہل و عیال (خدا کا ان سب پر درود و سلام ہو) پر جو کربلا میں پر کربلائیں گذری تھیں، کیوں نہ بحق بنی فاطمہؓ سب ٹل گئیں؟ ان کے حق کا قرض کیوں نہ خدا نے کشفِ سوء کی صورت میں چکا دیا؟

آلِ رسولؐ پر خدا کا درود و سلام ہو۔ ان کی ارواحِ قدس پر نور نیرین رحمتوں کی برسات ہے۔ وہ خدا کی رضا کے آگے سرِ تسلیم خم کر گئے "مرضیٔ مولا از ہمہ اولیٰ" کے چشمۂ حیات سے پیاس بجھا کر ہمیشہ کی زندگی پا گئے۔ انہوں نے ہرگز نہیں کہا تھا کہ ہمارا خدا تعالیٰ پر کوئی حق ہے جو خدا کو جتا کر ہم ضرور ضرور اس کے اثر سے خدا کو منا سکتے ہیں یا دوسرے مسلمان ہمارے حق کے اثر سے خدا سے مراد حاصل کریں یہ یار لوگوں کی اختراع فی الدین ہے جو بزرگوں کے حق کے زور سے خدا سے مرادیں چاہتے ہیں کتنی بے ادبی ہے۔ حضرت حق تعالیٰ کی جناب میں ؎

جنابِ حضرتِ حق را دوئی نیست!

دراں حضرت من و ماؤ تو ئی نیست (گلشن راز)

پس مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ مسنون طریق کے مطابق براہ راست اللہ سے دعا کریں۔ شروع میں شہنشاہ لازوال کی حمد ہو۔ پھر حاجت طلبی اور مشکل کشائی کے لئے لمبی لمبی صدائیں اور عجز بھری نوائیں ہوں جب جی بھر کے مانگ لیں تو آخر میں درود شریف پر دعا ختم کر دیں۔

خالص عبادت کا صلہ

اللہ غفور و رحیم ہے اس کو بخشش بڑی پسند ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (پ ۷ ع ۸) اللہ نے (از خود لوگوں پر) رحمت کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔

یعنی خدا کا اپنے اوپر رحمت کا لازم کرنا اپنے فضل سے ہے کسی کے حق سے نہیں۔

حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ ۱۱ ع ۱۵) نجات دینا مسلمانوں کو، ہم نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔"

یعنی محض اپنے فضل سے مسلمانوں، مومنوں، موحدوں کو نجات دینا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر ثابت کر لیا ہے۔ از خود نہ کہ مخلوق کے حق سے! چنانچہ صحاح میں حدیث ہے کہ کوئی شخص اپنے اعمال کے سبب بہشت میں نہیں جا سکے گا۔ صحابہؓ نے پوچھا کس طرح جائے گا؟ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے فضل سے بہشت میں جائے گا۔ ہاں اعمال صالح خدا کے فضل کا ذریعہ ہوں گے۔" معلوم ہوا کہ ہمارے اعمال اور عبادات اس درجہ کی نہیں ہوں گی کہ ہمیں بہشت کے لائق بنا دیں۔ پھر خدا کے فضل[1] (GRACE MARKS)

[1] اگلے صفحے پر

سے ہی بہشت ملے گا۔

صحاح کی مشہور حدیث ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ حقہ علیھم ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئًا۔ خدا کا بندوں پر حق ہے کہ وہ اس کی خالص عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ لائیں۔ اذا فعلوا ذالك جب بندے اس طرح (بغیر شرک کے) خالص عبادت کریں تو پھر حقھم علیہ ان لا یعذبھم۔ بندوں (موحد عابدوں) کا خدا پر حق ہے کہ وہ (خالص عبادت کے بدلے) ان کو عذاب نہ کرے

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا بندوں پر (خالق، مالک، رب اور رازق ہونے کی وجہ سے) حق ہے کہ وہ اس کی شرک سے پاک خالص عبادت کریں، جب بندے موحد مومن بن کر خالص عبادت کریں گے تو پھر خدا اپنے فضل سے ان کو عذاب نہ کرنا اور بخشش دینا اپنے اوپر لازم کرلے گا۔ اس حدیث کا مضمون قرآن کی اس آیت کے مطابق ہی ہوگیا۔ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لکھ لی، ثابت کرلی (از خود اپنی ذات پر (موحدوں کی) بخشش! (از خود) حقدار قرار دے لیا اپنے اوپر بندوں پر مہربانی کرنا۔ ان کو عذاب سے نجات دینا اور ثواب عطا کرنا؛ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

لے حاشیہ صد [illegible] رحمتِ عالم بھی امتی کو نصیب ہوگی حتیٰ پر خدا کا فضل ہوگا؛

مسئلہ توحید

سمجھنے کیلئے یہ کتابیں ضرور پڑھیں

انقلابی کتاب "التوحید" یہ کتاب علامہ احمد بن حجر قاضیٔ محکمہ شرعیہ قطر کی تصنیف ہے۔ جس کا اردو ترجمہ مشہور سلفی عالم مولانا مختار احمد ندوی السلفی نے کتاب اور پہلی مرتبہ بمبئی سے شائع ہوئی۔ پاکستان میں پہلی مرتبہ اس کتاب کی اشاعت ادارہ تبلیغ جمعیت اہلحدیث جام پور کی طرف سے عمل میں لائی گئی ہے۔

قرآنی درس توحید

یہ کتاب بھی مسئلہ توحید پر لکھی گئی ہے جس میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ شرک و بدعات کی جملہ اقسام کا مدلل طور پر ردّ کیا گیا ہے۔ یہ دونوں کتابیں ہر موحد کے پاس ہونا لازمی ہیں۔

پہلی فرصت میں منگوا کر مطالعہ فرمائیں۔

محمد یٰسین راہی ناظم ادارہ تبلیغ جمعیۃ اہلحدیث جام پور ضلع راجن پور پاکستان

ہمارا مسلک

جماعتِ اہلحدیث کی ہر نقل و حرکت ان کا ہر قول و فعل ان کی عبادات اور معاملات بس ایک ہی محور کے گرد گھوم رہے ہیں۔ یعنی ہر بات اور ہر معاملہ میں ان کی نظر کتاب و سُنّت پر رہتی ہے۔ اور ان دو سرچشموں کے مخالف جو بات بھی ہو جاہے وہ دُنیا کی بڑی سے بڑی ہستی سے مل رہی ہو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

ہماری دعوت

اہلحدیث کی دعوت، توحید ربُّ العالمین کی دعوت ہے۔ اس لیے کہ یہ اسی توحید کی دعوت دیتے ہیں جس کے لئے تمام انبیاء کرام کی بعثت ہوئی اور تمام صحف سماویہ کا نزول ہوا۔ اہلحدیث کی دعوت اتباع سُنّت کی دعوت ہے۔ اس لئے کہ زندگی کے تمام معاملات میں بالخصوص عبادات میں حتی الامکان سنّت مطہرہ کے پابند بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اہلحدیث کی دعوت! ایک سلفی دعوت ہے۔ اور یہ اسلام کی ایک پاک وصاف اور سادہ تعلیم کی طرف دعوت دیتے ہیں جو سلف صالحین نے امت کے سامنے پیش کی۔ جو ہر قسم کی بدعات اور رسومات سے پاک اور منزہ تھی۔ اہلحدیث کی دعوت! حقیقی تصوف کی دعوت ہے اسلئے کہ ان کے نزدیک تزکیۂ نفس طہارت قلب اور حق سُبحانہٗ تعالیٰ کی محبت تمام معتقدات اور اعمال صالحہ کی بنیاد ہے۔ اہلحدیث کی دعوت ایک سیاسی دعوت ہے اس لئے کہ وہ اپنی حکومت سے اسلامی معاشرے کی اصلاح دینی معاشرہ کے اجرار واستحکام اور اسلامی نظام حکومت کے قیام کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور بیرون ملک اور دوسرے اسلامی ممالک کے مسلمانوں کے ساتھ اخوت اسلامی کے رابطہ کو مستحکم بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔

فقط والسلام:۔ محمد لیسین راہی ناظم ادارہ تبلیغ جمعیۃ اہلحدیث جامپور ضلع راجن پور پاکستان

نمازِ نبوی اور نمازِ مترجم

ادارہ تبلیغ جام پور کی طرف سے نماز جیسے اہم مسائل پر ہر دو کتابیں شائع کی گئی ہیں۔

① نمازِ نبوی

یہ کتاب جیبی سائز میں شائع کی گئی ہے۔ جس میں نماز کے اہم مسائل درج ہیں۔ مکمل نماز کے علاوہ مسنون دعائیں اور قرآن پاک کی کچھ سورتیں بھی لکھی گئی ہیں۔ حضرت مولانا عبدالتواب محدث ملتانی رح کی تصنیف ہے۔

② نمازِ مترجم

مفتی جماعت حضرت مولانا محمد صدیق صاحب آف سرگودھا نے تصنیف کی ہے۔ نماز مع ترجمہ و مسنون دُعاؤں کے ساتھ ساتھ ضروری مسائل بھی درج کئے گئے ہیں۔ اپنی نمازوں کو درست کرنے اور اس ضمن میں جملہ مسائل جاننے کے لئے پہلی فرصت میں منگوا کر مطالعہ فرمائیں۔